انسداد جرائم کے لئے مختلف تہذیبوں میں مقرر سزاؤں میں تسلسل کا پہلو: آیات قرآنیہ کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The continuity punishment: A research study in light of Quranic verses

ڈاکٹر محمد عادل[i] میاں محمد سلیم[ii] ڈاکٹر کریم داد[iii]

Abstract

Peace is the basic unit of the social survival without mainting the peace process, the society can neither be established nor developed. The importance of peace proves from the teachings of Ibrahim A.S when he asked Allah for peace before livelihood. He prayed for the peace in the Holy city of Makkah. In every civilization we see that there is a solid solution in controlling of crimes. In this article, the Quranic teaching have been presented in scholarly manner. Similarly, the teachingso of other civilization before Islam being mentioned in the Quran have also been discussed.

Key Words: Contuniuity Punishment, Peace, Society, Civilization, Quranic Teachings

تعارف

امن کسی بھی مہذب معاشرے کی بقا کے لئے ناگزیر ہے اور اس کے بغیر کوئی بھی معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ امن کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمازئشوں میں کامیاب ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ امن کی دعا مانگتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا[1]

"اے پروردگار اس جگہ کو امن کا شہر بنا۔"

جبکہ امام غزالیؒ امن کو مقصود شرع قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

مقصود الشرع من الخلق خمسة وهو أن يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم[2]

"مخلوق سے مقصود شرع پانچ ہیں: یہ کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے۔"

---

i تھیالوجی ٹیچر، ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، خیبر پختونخوا

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر آف لاء، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

iii ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

امام غزالی نے جن پانچ چیزوں کی حفاظت کو مقصود شرع کہا ہے ان کی حفاظت امن کہلاتی ہے۔ جرائم کی روک تھام کر کے امن کے قیام کو ممکن بنانے کے لئے ہر زمانے، ہر مذہب اور ہر خطے میں انسانوں نے اپنے مخصوص حالات کے مطابق قوانین وضع کئے۔ جرم و سزا کی یہ تاریخ ابتدائے آفرینش سے اب تک جاری ہے۔ شریعتِ اسلامی چونکہ آخری شریعت کی حیثیت سے نازل کیا گیا، لہٰذا دیگر احکامات کی طرح امن وامان کے قیام اور جرائم کی روک تھام کے لئے اس میں ایک جامع نظام مرتب کیا گیا۔ شریعتِ اسلامی میں بعض جرائم کی سزائیں خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں، جنہیں حدود اللہ کہا جاتا ہے اور بعض کو حاکم کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے، ان سزاؤں کو تعزیر کہا جاتا ہے۔

بد قسمتی سے کچھ عرصہ سے میڈیا پر شریعت اسلامی کی سزاؤں کے متعلق تواتر سے یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ان میں سختی ہے اور اسے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی سزائیں زمانہ قدیم سے مختلف ادیان اور تہذیبوں میں رائج رہی ہیں، اور یہی سزائیں اپنے نفاذ کے وقت میں معاشرے سے جرائم کی بیخ کنی میں کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں آیات قرآنیہ کی روشنی میں شریعت اسلامی اور دیگر ادیان و تہذیبوں میں رائج سزاؤں میں تسلسل کے پہلوں کا جائزہ لیا گیا ہے، اور اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیا شریعتِ اسلامی میں رائج سزائیں گزشتہ ادوار میں رائج رہی تھیں یا نہیں؟ اور کیا جرائم کی روک تھام کے لئے مقرر کی گئی یہ اسلامی سزائیں کوئی نئی اختراع تو نہیں؟ اسی سے اسلامی سزاؤں کی دیگر ادیان یا دیگر تہذیبوں کی سزاؤں کے مقابلے میں سخت گیری کے موقف کی حیثیت بھی تاریخی طور پر واضح ہو جائے گی۔

اسلامی سزاوں پر تو مختلف زاویوں سے تحقیقات کی گئی ہیں، لیکن اسی کے اس خاص پہلو (مختلف ادیان و مذاہب کے سزاوں میں تسلسل کے پہلو کا قرآنی نقطہ نگاہ سے ایک جائزہ) پر اس سے پہلے کوئی خاص تحقیقی کام نہیں ہوا ہے، جس پر اس آرٹیکل میں تحقیق کی گئی ہے۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اس مقالے کا تعارف پیش کیا گیا ہے، پھر شریعتِ اسلامی سزاوں میں سے ایک ایک کا تذکرہ کیا گیا ہے اور قرآنی آیات کی رو سے ان سزاوں کو گزشتہ ادیان و مذاہب میں رائج سزاؤں کے ساتھ ایک جائزہ گیا ہے اور ان میں تسلسل کے پہلوں کو بھی مدِ نظر رکھا گیا ہے، اور آخر خلاصۃ البحث کے عنوان کے تحت اس آرٹیکل کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے اور تحقیق سے اخذ شدہ نتائج بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

اسلامی سزائیں قرآن کریم میں مذکورہ سزاؤں میں تسلسل

1. آلہ جارحہ کے ذریعے سزائے موت

قرآن کریم میں شریعتِ اسلامی کے کئی ایسے جرائم کا تذکرہ جن کی سزا آلہ جارحہ کے ذریعے سزائے موت کی صورت میں دی جاتی ہے، ان جرائم میں سے ایک انسان کا قتل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى[3]

"اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمارق من الدين التارك للجماعة[4]

"جو شخص مسلمان ہو اور اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس کا خون تین جرائم کے سوا کسی صورت حلال نہیں، ایک یہ کہ اس نے کسی جان لی ہو اور قصاص کا مستحق ہو گیا ہو۔ دوسرا یہ کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرے۔ تیسرا یہ کہ اپنے دین کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔"

شریعت اسلامی میں قصاص میں سزائے موت آلۂ جارحہ کے ذریعے لینے کا حکم دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لا قود إلا بالسيف[5]

"قصاص تلوار ہی کے ذریعے لی جائے گی۔"

قصاصاً سزائے موت اور اس کے طریقۂ اجراء کا تاریخی پس منظر قرآن کریم کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ سزا محض شریعتِ اسلامی کا حصہ نہیں بلکہ ا اس سے پہلے ادیان میں بھی رائج رہی اور دین اسلام میں اس کی مشروعیت گویا ایک تسلسل ہے۔

إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ[6]

"جب سیدنا ابراہیمؑ نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے، اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔"

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إنما قتل أحد الرجلين قودا وكان الاختيار إليه، واستبقى الآخر إما لأنه لا قتل عليه أو بذل الدية واستبقاه[7]

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابرہیمؑ کے دور میں بھی قتل کی سزا قصاصاً موت مقرر تھی۔ اگرچہ سزائے موت کے طریقے کی طرف کوئی اشارہ موجود نہیں۔

اسی طرح قرآن کریم میں شریعتِ موسوی میں قصاص کی مشروعیت کا بیان موجود ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[8]

"اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔"

اسی طرح سورۃ الکہف کی آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا موسیٰؑ کے زمانے میں قتل کی سزا قصاص کی صورت میں دی جاتی تھی، کیونکہ سیدنا خضر نے سیدنا موسیٰؑ کے ساتھ سفر میں ایک لڑکے کو قتل کیا، تو سیدنا موسیٰؑ نے حیرت سے پوچھا:

أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا[9]

"(موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے ایک بے گناہ شخص کو ناحق بغیر قصاص کے مار ڈالا۔ (یہ تو) آپ نے بری بات کی۔"

سیدنا موسیٰؑ کے اندازِ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اعتراض قتل پر نہیں بغیر قصاص کے قتل پر ہے۔ کیونکہ اگر وہ مقتول خود قاتل ہوتا تو پھر اس کا قتل کرنا باعث تعجب نہ ہوتا۔ امام رازیؒ اس آیت تفسیر میں فرماتے ہیں:

ظاهر الآية يدل على أن موسى عليه السلام استبعد أن يقتل النفس إلا لأجل القصاص بالنفس[10]

"ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سیدنا موسیٰؑ نے بغیر قصاص کے قتل کو بعید جانا۔"

اسی طرح ایک اور آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا موسیٰؑ کے زمانے میں قصاصاً قتل کئے جانے کا طریقہ رائج رہا ہے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ[11]

"موسیٰ نے کہا اے پروردگار اُن میں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں۔"

اس آیت کریمہ میں سیدنا موسیٰؑ خود فرما رہے ہیں کہ میں نے ان میں ایک شخص کو قتل کیا ہے اور اب مجھے بدلے میں قتل ہو جانے کا ڈر ہے۔

یہودیت کی دوسری مقدس کتاب تالمود میں بطور قصاص سزائے موت کا طریقہ کچھ یوں مذکور ہے:

"ہر وہ شخص جو قاتل ہو اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا[12]۔"

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قتل کے جرم میں تلوار کے ذریعے سزائے موت کا جائزہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں لیا جائے تو واضح طور اس سزا میں ایک تسلسل نظر آتا ہے۔

شریعت اسلامی میں ارتداد وہ دوسرا جرم ہے، جس کی سزا قرآن کریم نے آلہ جارحہ یعنی ہتھیار کے ذریعے موت مقرر ہے، سورۃ التوبۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ[13]

" اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اور سمجھنے والے لوگوں کے لیے ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔"

مولانا مودودی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں فرمایا گیا کہ اگر وہ توبہ کر کے ادائے نماز و زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں لیکن اگر اس کے بعد وہ اپنا عہد توڑ دیں تو کفر کے لیڈروں سے جنگ کی جائے۔ یہاں عہد شکنی سے مراد کسی طرح کی سیاسی معاہدات کی خلاف ورزی نہیں لی جاسکتی بلکہ سیاق عبارت صریح طور پر اس کے معنی "اسلام سے پھر جانا" متعین ہے[14]۔"

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث مبارک میں اس کو بالکل وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، صحیح بخاری میں روایت ہے:

من بدل دينه فاقتلوه[15]

"جو شخص اپنا دین (اسلام) بدلے، اسے قتل کر دو۔"

شریعت اسلامی میں ارتداد ثابت ہونے کے بعد مرتد کو آلۂ جارحہ کے ساتھ سزائے موت دینے کا حکم دیا گیا ہے، امام مالکؒ نے الموطا اور امام شافعیؒ نے کتاب الام میں مرتد کے قتل سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان نقل کیا ہے:

من غير دينه فاضربوا عنقه[16] [17]

"جو شخص اپنا دین (اسلام) بدلے، اس کی گردن مار دو۔"

ارتداد پر آلہ جارحہ کے ذریعے سزائے موت زمانہ قدیم سے رائج ہے، جس کی مثالیں قرآن کریم میں کثرت سے موجود ہیں، جیسے سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ[18]"

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو، تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے، تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے لوگوں کو (خود ہی بطور سزا) ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ وہ بے شک معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے۔"

بنی اسرائیل بچھڑے کی عبادت کر کے ارتداد کے مرتب ہو گئے تھے، اس آیت کریمہ میں ان کو ارتداد کی سزا موت کی صورت میں دینے کا تذکرہ ہے، جس کی کیفیت علامہ طبری نے یوں بیان فرمائی ہے:

قام بعضهم إلى بعض بالخناجر يقتل بعضهم بعضا[19]

"ان میں بعض نے بعض کو خنجروں سے قتل کیا۔"

عہد نامہ قدیم میں خروج باب ۳۲ میں بھی ان کے قتل کی یہی کیفیت بیان کی گئی ہے:

"خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ ہر آدمی اپنی تلوار سنبھال لے اور خیمہ گاہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر طرف جائے اور اپنے بھائیوں، دوستوں اور پڑوسیوں کو قتل کرتا پھرے[20]۔"

قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں ارتداد کی سزا اور اس کے طریقۂ اجراء کا تاریخی پس منظر دیکھا جائے تو یہ بات واضح طور سامنے آتی ہے کہ یہ سزا شریعتِ محمدی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ادیان سابقہ میں بھی موجود رہی ہے اور دین اسلام میں اس کی مشروعیت گویا ایک تسلسل ہے۔

2. سنگساری

شریعتِ اسلامی میں زانی کے لئے کی سزا میں ابتداءً توقف کا حکم تھا، سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا[21]

"مسلمانو تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو۔ اگر وہ (ان کی بدکاری کی) گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے یا خدا ان کے لئے کوئی اور سبیل (پیدا) کرے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت کے تناظر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے راہ نکال دی اور شادی شدہ زانی کے لئے سنگساری کی سزا مقرر کردی گئی۔

خذ وا عني خذ وا عني قد جعل الله لهن سبيلا البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم[22]

"مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے متعلق حکم دے دیا کنوارے مرد اور کنواری عورت کو سو (۱۰۰) کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے ملک بدر کردو اور شادی شدہ مرد و عورت کو کوڑے مارو اور سنگسار کردو۔"

امام مالکؒ نے مؤطا میں سیدنا عمرؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں رجم کی سزا سے متعلق قرآنی آیت کا ذکر ہے، لیکن بعد اس کے منسوخ التلاوۃ ہونے کا حکم نازل ہوا[23]۔

سنگساری کی سزا کا تاریخی پس منظر دیکھا جائے تو قرآن کریم سے ثابت ہے کہ سنگساری کی سزا زمانہ قدیم سے رائج رہی ہے۔ اگرچہ ان مذاہب میں یہ سزا شریعت اسلامی کے برعکس جرمِ زنا کے علاوہ دیگر جرائم میں دی جاتی ہے، جیسے سورۃ الشعراء میں قومِ نوحؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ[24]

"انہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔"

سورۃ مریم میں سیدنا ابراہیمؑ کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا[25]

"اس نے کہا ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے؟ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔"

سورۃ ہود میں سیدنا شعیبؑ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ[26]"

"اُنہوں نے کہا کہ شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہم میں کمزور بھی ہو اور اگر تمہارے بھائی نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر (کسی طرح بھی) غالب نہیں ہو۔"

سورۃ کہف میں اصحاب کی بیداری کے بعد جب شہر سے اشیائے ضرورت منگوانے کا تذکرہ ہوا ہے، اس میں بھیجنے والے ساتھی کو تاکید کی گئی کہ وہ اپنے آپ کو چھپائے رکھے، ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا[27]

"اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے۔"

سورۃ یس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے پیامبر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے سنگساری کی دھمکی دی تھی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ[28]

"وہ لوگ کہنے لگے ہم تو تم لوگوں کو منحوس سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور ہماری جانب سے تم کو دردناک تکلیف پہنچے گی۔"

اور جب حبیب نجار آیا اور ان کی دعوت پر لبیک کہی تو اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا، تفسیر قرطبیؒ میں سدی کے حوالے سے کہا گیا ہے:

رموه بالحجارة[29]

"اسے (حبیب نجار کو) سنگسار کیا۔"

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی سے قبل بھی سنگساری کی سزا کا تصور موجود تھا، یہی وجہ تھی کہ ان انبیاء علیہم السلام اور اصحاب کہف نے جب اپنی قوم کے باطل عقائد و عبادات کو چھوڑا اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حکم خداوندی کے مطابق خود توحید پر قائم ہوگئے اور قوم کو بھی دعوت دی تو انہیں سنگساری کی دھمکی دی گئی، گویا یہ ان کے ہاں ارتداد کی سزا تھی۔

3. سولی پر چڑھانا

قرآن کریم نے ڈاکہ زنی کے لئے شریعت اسلامی میں سولی چڑھانے کی سزا مقرر کی ہے، سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ [30]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔"

آیات قرآنیہ کی روشنی میں سولی چڑھانے کی سزا کے تاریخی پس منظر جائزہ لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ سولی چڑھانے کی سزا زمانہ قدیم سے رائج رہی ہے۔ اگرچہ ان ادوار میں یہ سزا شریعت اسلامی کے برعکس دیگر جرائم پر دی جاتی تھی، جیسے فرعون کے بلائے گئے جادوگروں کی سیدنا موسیٰؑ پر ایمان لانے پر فرعون نے انہیں دیگر سزاؤں کے ساتھ سولی چڑھانے کی دھمکی دی تھی، سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا ہے:

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ[31]

" فرعون نے کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے، بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لوگے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطراف مخالف سے کٹوادوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھوادوں گا۔"

چونکہ ان جادوگروں نے اپنا دین چھوڑ کر خدائے واحد پر ایمان کا اعلان کیا، جس پر ان کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی، لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاں یہ گویا ارتداد کی سزا تھی۔

سورۃ الاعراف آیت 124 اور سورۃ طٰہٰ آیت 71 میں بھی اس واقعہ کا بیان موجود ہے۔

اسی طرح سورۃ النساء میں سیدنا عیسیٰؑ کے متعلق بھی عیسائیوں کے عقیدے کے بیان میں انہیں سولی چڑھانے کا تذکرہ کیا گیا ہے:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ[32]

" اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو معلون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی۔"

عہد نامہ جدید میں یہ واقعہ تفصیلاً بیان ہوا ہے:

"انہوں نے یسوع کو اور اسؑ کے ساتھ دو آدمیوں کو مصلوب کیا، ایک کو یسوع کی ایک طرف اور دوسرے کو دوسری طرف اور یسوع کو بیچ میں[33]۔"

اسی طرح عہد نامہ جدید، متی کے انجیل باب ۲۶ اور مرقس باب ۱۴ میں یسوع کی عدالت میں پیشی پر یسوع مسیح پر خدا کے نام پر کفر بکنے کے الزام کے تحت موت کی سزا دینے کی تجویز دی گئی[34]، [35]۔

مذکورہ قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامی سے پہلے بھی سولی چڑھانے سزا کا تصور موجود تھا، لہٰذا سیدنا موسیٰؑ کے مقابل جادوگروں اور سیدنا عیسیٰؑ کے لئے یہی سزا تجویز کی گئی۔ تو شریعت اسلامی میں سولی چڑھانے کی سزا کا ہونا گویا ایک تسلسل ہے۔

4. اعضاء کاٹنا

شریعت اسلامی میں بعض جرائم پر اعضاء کاٹنے کی سزا موجود ہے، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ[36]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔"

اس آیت کریمہ میں ڈاکہ زنی کے جرم پر دیگر سزاؤں کے ساتھ ساتھ ہاتھ پیر کاٹنے کی سزا کا ذکر ہے، ائمہ ان سزاؤں میں جرم کی سنگینی کے اعتبار سے تقسیم کرتے ہیں اور بغیر قتل کئے صرف مال لوٹنے کی صورت میں ہاتھ پیر کاٹنے کی سزا تجویز کرتے ہیں[37]۔

اسی طرح قرآن کریم میں بطور قصاص اعضاء کاٹنے کی سزا بھی شریعت اسلامی میں مقرر ہونا ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ[38]

"اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لیے کفارہ ہوگا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔"

بطور سزا اعضاء کاٹنے کی سزا کا آیات قرآنیہ کے پس منظر میں جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ سزا بھی قدیم زمانے سے رائج رہی ہے۔ جیسے سورۃ المائدۃ آیت ۴۵ اس تذکرہ گزر چکا ہے۔

عہد قدیم میں بھی متعدد مقامات پر بطور قصاص اعضاء کاٹنے کی سزا کا بیان موجود ہے، جیسے استثنیٰ باب ۱۹ میں ہے:

"تم کبھی ترس مت کھانا جان کے بدلے جان، آنکھ کا بدلہ آنکھ، دانت کا بدلہ دانت، ہاتھ کا بدلہ ہاتھ، پاؤں کا بدلہ پاؤں[39]۔"

اسی طرح احبار باب ۲۴ میں بھی یہی حکم ہوا ہے:

"ہدی توڑنے کے بدلے ہڈی توڑنا، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت اور جیسے اس نے دوسرے کو زخمی کیا ہے ویسے ہی اسے زخمی کیا جائے گا[40]۔"

اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور مقام پر سیدنا موسیٰؑ کے دور میں بطور سزا اعضاء کاٹنے کا تذکرہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ[41]

"میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا۔"

قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعضاء کاٹنے کی سزا گزشتہ ادوار سے رائج رہی ہے اور شریعت اسلامی میں اس کا مشروع ہونا ایک تسلسل ہے۔

5. قید کرنا

قرآن کریم میں ڈاکے سے پہلے یا ڈاکے میں ناکامی کی صورت میں پکڑے جانے والے ڈاکوؤں کے لئے قید کی سزا کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ[42]

"جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔"

اس آیات کریمہ میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سے يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ مراد قید کرنا ہے[43]۔

اسی طرح سورۃ المائدۃ آیت ۱۰۶ میں میں تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ کی تفسیر امام ابن العربی میں لکھتے ہیں:

وَفِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى حَبْسِ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَقُّ[44]

"اس میں دلالت ہے اس شخص کے قید کرنے پر، جس کے ذمے کسی کا حق واجب ہو۔"

مذکورہ بالا تفصیل دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامی میں چھوٹے جرائم میں قید کی سزا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح چھوٹے جرائم میں مجرم کو قید کرنے کا پس منظر قرآن کریم میں دیکھا جائے تو زمانۂ قدیم سے اس سزا کا رائج ہونا معلوم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں سیدنا یوسف کا واقعہ مذکور ہے، کہ جب سیدنا یوسف ءاپنے بچاؤ کے لئے بھاگے تو اس عورت کا شوہر آگیا اور اس عورت نے مکر کرتے ہوئے سیدنا یوسفؑ پر دست درازی کا الزام لگایا اور دست درازی کے ارادے کو قابل قید جرم قرار دیا، ارشاد خداوندی ہے:

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[45]

" اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف اور پیچھے زلیخا) اور عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا اور دونوں کو دروازے کے پاس عورت کا خاوند مل گیا تو عورت بولی کہ جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی اس کے سوا کیا سزا ہے کہ یا تو قید کیا جائے یا دکھ کا عذاب دیا جائے۔"

اسی طرح جب سیدنا موسیٰؑ فرعون اور اس کی قوم کے پاس آئے اور انہیں دعوت دی تو فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کو دھمکی دی کہ اگر میں سوا کسی کو معبود مانو گے تو تمہیں قید کر دوں گا۔ سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ[46]

"(فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا۔"

آیات قرآنیہ کی روشنی میں جائزہ لینے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قید کرنے کی سزا پہلے ادوار سے رائج رہی اور شریعت اسلامی میں اس سزا کا ہونا ایک تسلسل ہے۔

دیگر سزائیں

شریعت اسلامی میں کچھ جرائم کی سزاؤں کا اختیار حاکم کے سپرد کیا گیا ہے، ایسی سزاؤں کو تعزیر کہا جاتا ہے اور اس کا

ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے، جیسے سورۃ النساء میں شوہروں کو مخصوص حالات میں عورتوں کو سزا دینے کا اختیار دیا گیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ[47]

"اور تم کو جن عورتوں سے نافرمانی کا اندیشہ ہو، ان کو سمجھاؤ، خواب گاہ میں ان سے بے تعلقی برتو، اور ان کو (ہلکے طریقہ سے) مارو۔"

حدود و قصاص کے علاوہ جتنی بھی سزائیں ہیں ان کو شریعت اسلامی میں حاکم کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو گزرشہ ادوار میں بھی ایسے جرائم رہے ہیں جن کا اختیار حاکم کے سپرد کیا گیا تھا، جیسے سیدنا یعقوبؑ کے بیٹے جب غلہ لانے مصر گئے اور سیدنا یوسفؑ کے بھائی کے سامان میں بادشاہ کا پیالہ رکھوایا گیا تو خادمین نے سیدنا یعقوبؑ کے بیٹوں کو اختیار دیا کہ سزا تجویز کریں، انہوں وہی سزا تجویز کی جو ان کے ہاں چوری پر دی جاتی تھی، ارشاد ربانی ہے۔

قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ[48]"

"انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ دستیاب ہو وہی اس کا بدل قرار دیا جائے ہم ظالموں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں۔"

آیات قرآنیہ کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے تو جرائم کی سزا حاکم کے اختیار میں کا طریقہ زمانۂ قدیم میں رائج رہا ہے اور شریعت اسلامی میں اس کا ہونا اس تسلسل ہے۔

نتائج

کسی بھی معاشرے کے لئے امن کا قیام اور جرائم کا انسداد ناگزیر ہے، اس مقصد کے لئے ہر زمانے میں حکام نے اپنے مخصوص حالات کے مطابق جرم و سزا کے قوانین مقرر کئے۔ شریعت اسلامی میں بھی انسداد جرائم اور حصول امن کے لئے سزاوں کا ایک مکمل نظام وضع کیا گیا ہے۔ شریعت اسلامی کی سزاؤں کے متعلق اگرچہ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ انتہائی سخت ہے لیکن مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح طور سامنے آئی ہے کہ شریعت اسلامی میں مقرر اکثر سزائیں زمانۂ قدیم سے رائج رہی ہیں اور مختلف زمانوں میں اسے انسداد جرائم کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے، لہٰذا شریعت اسلامی کی سزاؤں کا نظام بھی اس کے دیگر احکامات کی طرح جامع اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃالبقرۃ2: 126

2 الغزالی، محمد بن محمد، المستصفیٰ 1: 174، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1413ھ

3 سورۃالبقرۃ2: 178

4 امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ ان النفس بالنفس الخ، حدیث(6878) دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

5 امام ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، باب لا قود الا بالسیف، حدیث(2667) مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، 1422ھ

6 سورۃالبقرۃ2: 258

7 امام رازی، محمد بن عمر، تفسیر مفاتیح الغیب 7: 22، داراحیاء التراث العربی، بیروت ،1420ھ

8 سورۃالمائدۃ5: 22

9 سورۃالکہف18: 74

10 سورۃالکہف18: 74

11 سورۃالقصص28: 33

12 تالمود4: 169

13 سورۃالتوبۃ9: 11-12

14 مودودی، سید ابوالاعلیٰ، مرتد کی سزا: 12، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، لاہور، 1970ء

15 صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا یعذب بعذاب اللہ، حدیث(3017)

16 امام مالک بن انس، الموطا(بیروت: دارالعلم، 1433ھ) کتاب الاقضیۃ، القضاء فی من ارتد عن الاسلام، حدیث (2726)

17 امام شافعی، محمد بن ادریس، الأم 1: 194 ، دارالمعرفۃ، بیروت، 1410ھ

18 سورۃالبقرۃ2: 54

19 امام طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2000ء

20 عہد نامہ عتیق، خروج32: 27

21 سورۃالنساء4: 15

22 امام مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا، حدیث(1690) دار طوق النجاۃ، بیروت (س-ن)

23 الموطا، کتاب الرجم والحدود، ماجاء فی الرجم، حدیث(3044)

24 سورۃالشعراء26: 116

25 سورۃ مریم19: 46

26 سورۃ ہود10: 91

27 سورۃ الکہف18: 20

28 سورۃ یٰس36: 18

29 امام قرطبیؒ، محمد بن احمد، تفسیر قرطبیؒ15: 19، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، 1964ء

30 سورۃ المائدۃ5: 33

31 سورۃ الشعراء26: 49

32 سورۃ النساء4: 157

33 عہد نامہ جدید، یوحنا19: 19

34 عہد نامہ جدید، متی26: 65-66

35 عہد نامہ جدید، مرقس14: 63-64

36 سورۃ المائدۃ5: 33

37 الفرغانی، علی بن ابو بکر، الہدایہ2: 375، دار احیاء التراث العربی، بیروت (س-ن)

38 سورۃ المائدۃ5: 45

39 عہد نامہ عتیق، استثنیٰ19: 21

40 عہد نامہ عتیق، احبار24: 20

41 سورۃ الاعراف7: 124

42 سورۃ المائدۃ5: 33

43 البیضاوی، ناصر الدین عبداللہ بن عمر، تفسیر بیضاوی2: 125، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1998ء

44 سورۃ المائدۃ5: 106

45 سورۃ یوسف12: 25

46 سورۃ الشعراء26: 29

47 سورۃ النساء4: 34

48 سورۃ یوسف12: 57